www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دار الافتاء

عزیز زبیدی۔ واربرٹن

ایصال ثواب، عرس کرنا، عرس میں شرکت کرنا

استفتاء: بدین، سندھ سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ:

و۔ بکرا ذبح کر کے یا کھانا پکا کر کھلانا اور مردوں کو اس کا ثواب بخشنا یا پیر جیلانی کی ارواح دینا جائز ہے یا نہیں؟

ب۔ بغیر تعیین دن و ماہ ایک شخص خیرات کرتا رہتا ہے۔ ربیع الاول میں "میلاد" کا نام لیے بغیر اگر ایک شخص اس ماہ میں بھی حسب معمول خیرات کر کے اس کا ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح کو بخشتا ہے تو کیا جائز ہے؟

ج۔ پیر جیلانی کا عرس کرنا جائز ہے یا نہیں یا عرس کا نام نہیں رکھتا لیکن خیرات کر کے اس کا ثواب ان کی روح کو بخشتا ہے تو کیا جائز ہے یا نہیں؟

د۔ مزاروں پر جو عرس ہوتے ہیں ان میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب واللہ اعلم بالصواب

و۔ ایصال ثواب اور دو کام۔ اس سلسلے میں دو باتوں پر تو سب کا اتفاق ہے کہ مردہ کو نفع دیتی ہیں۔

مردے کا ایک وہ نیک کام جس کا اس کے مرنے کے بعد بھی سلسلہ جاری رہے۔

دوسری دعا اور استغفار۔

قال ابن القیم: انما تنتفع من سعی الاحیاء بامرین مجمع علیهما بین اهل السنة من الفقهاء واهل الحدیث والتفسیر: احدهما ما تسبب الیه المیت فی حیوته والثانی دعاء المسلمین له واستغفارهم (کتاب الروح)

علماء کے نزدیک یہ دونوں مُردوں کے لیے نافع تو ضرور ہیں لیکن یہ خدا کے حضور ان کے لیے بخشش اور مغفرت کی درخواستیں ہیں، ایصال ثواب اور اہداء نہیں ہیں۔ حضرت امام نواب

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سید محمد صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ولا يخفى ان الدعاء ليس من باب اهداء ثواب القربة بل سوال والتماس من الله ان يعطى المسئول له ما طلبه السائل شفاعة منه وتوسل الى الله بدعائه ان يهب للمسئول له ما طلبه وليس هنا ثواب عمل يعمله ويهديه اليه وثواب هذا الدعاء والاستغفار والسوال والشفاعة باق للسائل فهذا ليس من ادلة اهداء الثواب (ثمار التنكيت فى شرح ابيات التثبيت للنواب ص۱۳)

تیسری چیز جو متفق علیہ ہے وہ نیک اولاد ہے جو والدین کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد کرتے ہیں: حدیث میں ہے:۔

اذا مات ابن آدم انقطع عمله الا من ثلث، صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له (بخاری ومسلم عن ابی هريرة)

ہمارے نزدیک یہ بھی "ایصالِ ثواب" کی قسم کی چیز نہیں ہے، بلکہ یہ بھی ایک ذریعۂ سفارش ہے جیسا کہ الفاظِ حدیث سے ثابت ہوتا ہے یعنی دعا میں داخل ہے یا عمل جاری میں کیونکہ الولد من سعیہ ہے۔

دعا، استغفار اور جاری کردہ سلسلہ جاری کے علاوہ دوسرے جتنے نیک کام ہیں ان کے بارے میں متعدد اختلافات ہیں، مثلاً

ایک طبقہ تو سرے سے ایصالِ ثواب کا قائل ہی نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ:۔

یہ اس آیت کے خلاف ہے: ليس للانسان الا ما سعى۔ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جو اس کی سعی و کوشش کا نتیجہ ہے۔

۱۔ آیت لا تجزون الا ما كنتم تعملون اور آیت لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ وہی ملے گا جو کرو گے۔

۲۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ: ایصالِ ثواب کا تصور اس حدیث کی منشا کے خلاف ہے جس میں ہے کہ صدقہ جاریہ، علم جاری اور ولد دعا گو کے سوا اور کوئی سلسلۂ عمل باقی نہیں رہتا (بخاری و مسلم)

۳۔ کہتے ہیں کہ: یہ حوالہ (قرضہ کسی دوسرے کے حوالے کرنا کہ وہ دے گا) ہے، اور خدا اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کا مقروض بنے، وہ تو جو بھی دیتا ہے، اپنے فضل سے دیتا ہے۔

والاهداء حوالة والحوالة انما تكون بحق لازم والاعمال لا توجب الثواب و

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

انما به مجرد تفضل الله واحسانه (کتاب الروح ص۱۹۶)

۴۔ اسباب ثواب کا ایثار مکروہ ہے یعنی اسباب قرب مثلاً صف اول کا ایثار کرنا کہ اس کی جگہ فلاں کھڑا ہو مثلاً باپ۔

فالایثار باسباب الثواب مکروہ وھو الایثار بالقرب فکیف الایثار بنفس الثواب الذی ھو غایة الخ (کتاب الروح ص۱۹۶-۱۹۷)

۵۔ اگر یہ مردہ کے لیے جائز ہے تو زندوں کے لیے بھی یہ ہدیہ جائز ہونا چاہیے، اسی طرح کچھ ثواب اس کو اور کچھ فلاں کو مثلاً۔

لو ساغ الاھداء الی المیت لساغ نقل الثواب والاھداء الی الحی (ایضاً ص۱۹۷) لو ساغ ذلک ساغ اھداء النصف الثواب وربعه وقیراط منه (ایضا)

۶۔ "تکلیفِ عمل امتحان ہے اور اس سے مطلوب یہ ہے کہ وہ پرچہ خود کرے، دوسرے کا کیا ہوا دوسر کے کھاتے میں نہیں جاتا۔

ان التکالیف امتحان وابتلاء لا تقبل البدل فان المقصود منها عین المکلف العامل المامور المنھی فلا یبدل المکلف الممتحن بغیرہ ولا ینوب غیرہ عنه فی ذلک (ایضا)

۷۔ یہی حال بیمار، ننگے، بھوکے اور پیاسے کا ہے کہ اپنے ہی کھائے پیئے اور پہنے کچھ بنتا ہے۔ دوسرے کے کچھ کام نہیں آتا۔

فان المریض لا ینوب عنه غیرہ فی شرب الدواء والجائع والظمآن والعاری لا ینوب عنه غیرہ فی الاکل والشرب واللباس (ص۱۹۷-۱۹۸)

۸۔ اگر یہ بات مفید اور جائز ہوتی تو زندہ کی توبہ بھی مردے کی توبہ ہو سکتی۔

لو نفعه عمل غیرہ لنفعه توبته عنه (ایضا ص۱۹۸)

۹۔ اسی طرح اسلام قبول کرنا، بھی مردے کے لیے قبول ہوتا (ص۱۹۸)

امام ابن القیم نے ان سب کا جواب دیا ہے ملاحظہ ہو کتاب الروح۔

اور جو لوگ ایصالِ ثواب کے قائل ہیں: ان میں اس کی نوعیت میں اختلاف ہے مثلاً۔ عبادت بدنی کا ثواب دیا جا سکتا ہے یا نہیں؛ حنفی کہتے ہیں۔ ان میں نیابت تو جائز نہیں ثواب دیا جا سکتا ہے۔

العبادات انواع مالیة محضة کالزکوٰة وبدنیة محضة کالصلوٰة ومرکبة منھما کالحج

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

والنیابۃ تجری فی النوع الاول فی حالتی الاختیار والضرورۃ لحصول المقصود بفعل النائب ولا تجری فی النوع الثانی بحال ان المقصود وھو اتعاب النفس لا یحصل بہ وتجری فی النوع الثالث عند العجز (ھدایہ کتاب الحج ص۲۹۶ ج ۱)

واختلفوا فی العبادۃ البدنیۃ کالصوم والصلوٰۃ وقرأۃ القرآن والذکر فمذھب الامام احمد وجمھور السلف وصولھا وھو قول لبعض اصحاب ابی حنیفۃ (کتاب الروح ص۱۵۸)

پھر اس میں اختلاف ہے کہ نفلی عبادات یا فرضی کا ثواب بھی؟ اگر فرضی کا ہے تو کیا فرض اس کا ساقط بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ پھر یہ صرف مردوں کے لیے ہے یا زندہ کے لیے بھی؟

ثم قیل یجوز الاثابۃ فی الفریضۃ ایضا ای یصل الثواب ولا تسقط الفریضۃ عن ذمتہ من اصابہ الثواب وقیل ان الاثابۃ منحصرۃ فی النافلۃ ثم قیل ان الاثابۃ ان تکون للمیت فقط وقیل للمیت والحی کلیھما (العرف الشذی ص۲۷۹)

یہی حال روزے کا ہے۔

فیقال فی حدیث الباب انہ صوم الاثابۃ لا النیابۃ (ایضا ص۲۷۹)

لیکن امام احمد اور امام اسحاق فرماتے ہیں، نذری روزہ ہو ٹھیک ہے ورنہ روزہ کی بجائے فدیہ کے طور پر کھانا کھلایا جائے۔

قالا اذا کان علی المیت نذر صیام یصام عنہ واذا کان علیہ قضاء رمضان اطعم عنہ (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ص۳ ج ۲)

امام مالک، امام سفیان ثوری اور امام شافعی فرماتے ہیں روزہ میں نیابت جائز ہی نہیں ہے۔

وقال مالک وسفیان والشافعی لا یصوم احد عن احد (ایضا)

امام شافعی کا دعویٰ ہے کہ:

ایصال ثواب صرف دعا اور صدقہ کا ہے اور نہیں۔

کان یقول الشافعی لا یصح الاثابۃ الا اثابۃ الدعا والصدقۃ ولا یمکن ایصال ثواب تلاوۃ القرآن (العرف الشذی ص۲۸۰)

ایک اور اختلاف یہ ہے کہ حج اور صدقہ کا ثواب ان کے خرچ کا ثواب ہے یا ان کے عمل کرنے کا؟

والصدقۃ والحج علی نزاع ما الذی یصل من ثوابہ ھل ھو ثواب الانفاق

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

او ثواب العمل: فعند الجمهور يصل ثواب العمل نفسه وعند بعض الحنفية انما يصل ثواب الانفاق (كتاب الروح ص۱۳۱)

ایک یہ اختلاف ہے کہ:

اس کے لیے لفظوں میں نیت کرنا ضروری ہے یا صرف دل کی نیت کافی ہے۔

فهل تشترطون فی وصول الثواب ان یهدیه بلفظه ام یکفی فی وصوله مجرد نیة العامل ان یهدیها الی الغیر (کتاب الروح لابن القیم ص۲۳۵)

الغرض ایصالِ ثواب کے سلسلے میں بہت زیادہ اختلاف ہے، امام ابن القیم تمام نیک اعمال کے ایصالِ ثواب کے قائل ہیں (کتاب الروح) علامہ مبارکپوری کا کہنا ہے کہ جو مرفوع حدیثیں اس بات میں نقل کی جاتی ہیں۔ وہ سب ضعیف ہیں (کتاب الجنائز ص۱۰۳)

علامہ ابن تیمیہؒ نے اس کے لیے "میت کے انتفاع" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ ایصالِ ثواب کی نہیں، وہ فرماتے ہیں کہ دوسرے کے عمل سے مردے کو فائدہ پہنچتا ہے: قال شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ:

من اعتقد ان الانسان لا ینتفع الا بعمله فقد خرق الاجماع وذلك باطل من وجوه كثيرة.

احدها ان الانسان ینتفع بدعاء غیره وهو انتفاع بعمل الغیر ثانیها ان النبی صلی الله علیه وسلم یشفع لاهل الموقف فی الحساب ثم لاهل الجنة فی دخولها ثالثها لاهل الكبائر فی الخروج من النار...... رابعها ان الملائكة یدعون ویستغفرون لمن فی الارض وذلك منفعة بعمل الغیر خامسها ان الله تعالی یخرج من النار من لم یعمل خیرا قط بمحض رحمته وهذا انتفاع بغیر عملهم سادسها ان اولاد المؤمنین یدخلون الجنة بعمل آبائهم...... وسابعها قال تعالی فی قصة الغلامین الیتیمین وكان ابوهما صالحا فانتفعا بصلاح ابیهما ولیس من سعیهما ثامنها ان المیت ینتفع بالصدقة عنه........ تاسعها ان الحج المفروض یسقط عن المیت بحج ولیه بنص السنة...... عاشرها ان الحج المنذور او الصوم المنذور یسقط عن المیت بعمل غیره.... حادی عشرها المدین قد امتنع صلی الله علیه وسلم من الصلوٰة علیه حتی قضی دینه ابو قتادة وقضی دین الآخر علی ابن ابی طالب

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

وانتفع بصلوٰۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثانی عشرھا ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لمن صلی وحدہ الا رجل یتصدق علیٰ ھذا فیصلی معہ فقد حصل لہ فضل الجماعۃ بفعل الغیر ثالث عشرھا ان الانسان تبرأ ذمتہ من دیون الخلق اذا قضاھا قاضٍ عنہ ...... رابع عشرھا ان من علیہ تبعات ومظالم اذا حلل منھا سقطت عنہ ...... خامس عشرھا ان الجار الصالح ینفع فی المحیا والممات کما جاء فی الاثر ...... سادس عشرھا ان جلیس اھل الذکر یرحم بھم وھو لم یکن منھم ولم یجلس لذلک بل لحاجۃ عرضت لہ ...... سابع عشرھا الصلوٰۃ علی المیت والدعاء لہ فی الصلوٰۃ انتفاع للمیت بصلوٰۃ الحی علیہ ...... ثامن عشرھا ان الجمعۃ تحصل باجتماع العدد وکذلک الجماعۃ بکثرۃ العدد وھو للبعض بالبعض تاسع عشرھا ان اللہ تعالیٰ قال لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم ...... عشروھا ان صدقۃ الفطر تجب علی الصغیر وغیرہ ممن یمونہ الرجل فانہ ینتفع بذلک من یخرج عنہ ولا سعی لہ فیھا حادی وعشروھا ان الزکوٰۃ تجب فی مال الصبی والمجنون ویثاب علی ذلک ولا سعی لہ الخ (جمل علی الجلالین ص۲۳۶ ج۴)

ہمارے نزدیک حضرت امام ابن تیمیہؒ کی یہ اصطلاح یعنی "انتفاع میت" ایصال ثواب کی بہ نسبت احوط ہے، کیونکہ متداول اصطلاح "ایصال ثواب" ایک تو بدنام ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ ایک رسومات بدعیہ کا نام بن گئی ہے۔

اس کے علاوہ جن احادیث سے "ایصال ثواب" اخذ کیا گیا ہے، معروف معنوں میں "ایصالِ ثواب" ان سے اخذ نہیں ہوتا، بلکہ انتفاع اخذ ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسے "وصول فائدہ" یا وصول نفع کہہ سکتے ہیں۔ دیکھیے! دعا استغفار، اور صدقہ جاریہ وغیرہ کی صورتیں ہیں کہ ان سے "ایصالِ ثواب" نہیں، صرف سفارش ثابت ہوتی ہے کیونکہ ان سے میت کو نفع تو ہوتا ہے مگر یہ ایصالِ ثواب والی بات نہیں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ:

بعض احادیث سے نیابت ثابت ہوتی ہے کہ میت کی طرف سے ادا کیا جائے۔ یعنی اس کا نائب اور قائم مقام ہو کر تو ادا ہو جاتا ہے جیسے قرضہ:

مثلاً روزے یا حج کی حدیثیں ہیں کہ حکم ہوا کہ میت کی طرف سے آپ ادا کریں۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

صُوْمِیْ عَنْ اُمِّكِ (بخاری)

حُجِّیْ عَنْهَا

فَهَلْ يَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا (بخاری)

فَلَوْ اَقَرَّ بِالتَّوْحِيْدِ فَصُمْتَ فَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ نَفَعَهُ ذٰلِكَ (احمد)

ان باتوں کو معروف ایصال ثواب پر محمول کرنا محاورات عرب کا خون کرنا ہے۔

مندرجہ بالا تمام صورتوں میں "نیابت" تو ہے "اثابت" (ایصالِ ثواب) نہیں ہے، لیکن افسوس بعض فقہاء اور علماء ان سے برعکس اخذ کرتے ہیں، یعنی اثابت تو مانتے ہیں نیابت نہیں مانتے۔ کما ہاں ایصال ثواب کی قسم کی کچھ باتیں بعض رہنماؤں سے ضرور منقول ہیں لیکن قرآن وحدیث میں ان کا کوئی ثبوت اور سراغ نہیں ملتا۔

دَعْ عَنْكَ اٰرَاءَ الرِّجَالِ وَقَوْلَهُمْ
قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَزْكٰى وَاَطْهَرُ

ایصال ثواب کے نظریہ اور خصوصی تعامل نے کچھ اس قسم کا گھپلا کر دیا ہے کہ اب اس اصطلاح سے وحشت ہونے لگی ہے۔ ویسے بھی یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی کارِ خیر سے کسی میت کو نفع پہنچنا اور بات ہے اور "ایصال ثواب" کی خصوصی بلٹیوں کا تصور بالکل دوسری چیز ہے۔

جن ائمہ نے معتزلیوں کی تردید کی ہے، وہ دراصل معتزلیوں کے اس نظریہ کی بنا پر ہے کہ زندوں کی طرف سے مردوں کو کوئی بھی فائدہ نہیں ہوتا — اور بس — ظاہر ہے اس باطل نظریہ کی تردید ضروری تھی۔

مثلاً دیکھیے! آپ میت کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں یا استغفار کرتے ہیں، اس کو "ایصالِ ثواب" پر محمول کرنے کی کیا تک ہے؟

یا یہ کہ کسی نے علم کو عام کیا، صدقہ جاریہ چھوڑا، قرآن حکیم لے کر لوگوں میں عام کیا، مسجد بنائی، سرائے تعمیر کی، نہر یا کنواں لگوایا، اب ظاہر ہے کہ وفات کے بعد ان کا ثواب خود بخود ان کو ملتا رہتا ہے۔ اس کو اس ایصال ثواب سے کیا تعلق جو رائج اور متداول ہے۔

مثلاً صدقہ وخیرات کی بات ہے، صحابی پوچھتا ہے کہ میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہے، اگر وہ بول سکتی تو ضرور خیرات کرتی، کیا میں اس کی طرف سے ایسا کروں؟ تو کیا اس کو فائدہ پہنچ پائیگا؟

فرمایا ہاں؟

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ان امی توفیت وانا غائب عنہا فھل ینفعھا ان تصدقت عنہا قال نعم (بخاری) وفی روایۃ

ان امی افتلتت نفسہا ولم توص واظنہا لو تکلمت تصدقت (بخاری)

مثلاً حضرت ابن عمرو پوچھتے ہیں کہ حضورؐ! عمرو بن عاص نے سو اونٹوں کی قربانی کی نذر مانی تھی اور ہشام نے ۵۰ کی (تو کیا ان کی طرف سے دیا جا سکتا ہے) فرمایا: اگر اسلام پر ہوتا تو پھر یہ ان کو نفع دیتا۔

فلو اقر بالتوحید الخ (احمد)

بعض صحابہ نے پوچھا کہ حضور میری ماں کے ذمے روزے تھے تو کیا میں اس کی طرف سے قضا دوں؟ فرمایا: اگر ان کو قرضہ دینا ہوتا تو ادا کرتے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا: تو اللہ کا قرضہ تو زیادہ حق دار ہے کہ ادا کیا جائے۔

افاقضیہا عنہا قال فدین اللہ احق ان یقضی (صحیحین)

بالکل اسی قسم کی بات حج کے بارے میں ہوئی تو آپ نے بھی وہی جواب دیا (ملاحظہ ہو بخاری عن ابن عباس)

غور فرمایئے! ان میں سے کون سی ایسی روایت ہے جس سے رائج الوقت ایصالِ ثواب نکل سکتا ہے؟ یہاں تو نیابت کی بات ہو رہی ہے کہ ان کی جگہ ہم کر دیں، اثابت کی نہیں کہ اس کو ثواب بھیج دیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ میت کو دوسرے کے عمل سے نفع پہنچنے کی صحت کا اسلاف نے جو اعتراف کیا ہے بعد کے بزرگوں نے اس کو "ایصالِ ثواب" پر محمول کیا ہے۔ بہرحال اخذ نتیجہ میں مسامحت کی یہ بات ہے، واقعہ نہیں ہے۔

روزہ، حج اور زکوٰۃ اگر میت کی طرف سے ادا کیا جائے تو وہ ان کی طرف سے "ادا" تصور کیا جائے گا کیونکہ یہ نیابت کی صورتیں ہیں اثابت (ایصالِ ثواب) کی نہیں ہیں، حج میت کی طرف سے ادا کیا گیا ہے کہ اب ان کے ذمے سے ساقط ہو گیا، اسی طرح روزہ اور زکوٰۃ اور صدقات کی بات ہے، یہ نہیں کہ اس کا ثواب ان کو ارسال کیا جاتا ہے۔ جیسے مرنے والے کے قرض کی بات ہے کہ میت کی طرف سے اگر کوئی قرضہ چکا دیتا ہے تو وہ قرضہ میت کی طرف سے تو ساقط ہو جاتا ہے لیکن اس کو کوئی شخص "ایصالِ ثواب" سے تعبیر نہیں کرتا۔

بہرحال ہم اسے "ایصالِ ثواب" نہیں تصور کرتے — یہ خانہ ساز بلٹیاں کہاں سے درآمد کی گئی ہیں، ہمیں کچھ پتہ نہیں۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"تلاوت قرآن کے بارے میں جو روایتیں منقول ہیں، ان کے بارے میں ائمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ ایک بھی صحیح یا حسن نہیں ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ اور استاذ امام علی متقی (ف ۹۷۵ھ) "رد بدعات التعزیہ" میں لکھتے ہیں کہ مسجد، قبرستان یا گھر میں میت کے لیے قرآن خوانی بدعت مذمومہ ہے۔

الاجتماع للقرأة للميت بالتخصيص فی المقبرة او المسجد او البيت بدعة مذمومة (رد بدعات التعزية)

خود عبدالحق محدث دہلوی (ف ۱۰۵۲ھ) یہی لکھتے ہیں کہ اسلاف میں اس قرآن خوانی کا کوئی دستور نہ تھا۔

عادت نبود کہ برائے میت جمع شوند و قرآن خوانند و ختمات خوانند نہ بر سر گور و نہ غیر آں و ایں مجموع بدعت است (مدارج النبوت)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (ف ۱۱۷۶ھ) بھی یہی فرماتے ہیں:

در عرب اول وجود نہ بود (وصیت نامہ)

امام ابن القیمؒ لکھتے ہیں کہ حضورؐ کا اس طرح کا کوئی دستور نہ تھا۔

ولم يكن من هديه ان يجتمع للعزاء والقراءة القرآن لا عند القبر ولا عند غيره (زاد المعاد)

خاص کر حافظوں کو پیسے دے کر قرآن خوانی کی سخت مذمت کی گئی ہے، امام اوزاعی دمشقی حنفی (ف ۷۴۶ھ) لکھتے ہیں کہ: یہ کام کسی امام نے نہیں کیا اور اس کے ناجائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

واما استيجار قوم يقرؤن القرآن ويهدونه للميت فهذا لم يفعله احد من السلف ولا امر به احد من ائمة الدين ولا رخص فيه والاستيجار عن نفس التلاوة غير جائز بلا خلاف (شرح عقيدة طحاويه ص ۳۸۶)

حنفیوں کے مشہور فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ قرآن خوانی کے لیے فقراء اور صلحاء کو جمع کرنا اور ختم کرنا مکروہ ہے

ويكره...... اتخاذ الدعوة بقراءة القرآن وجمع الصلحاء والفقراء للختم او القراءة

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ